احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ 15 مئی 2004ء

روزنامہ

الفضل

ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L. 29

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web:http://www.alfazal.com
Email:editoralfazl@hotmail.com

ہفتہ 15 مئی 2004ء، 24 ربیع الاول 1425 ہجری - 15 ہجرت 1383 ہش جلد 54-89 نمبر 105

منافق کی عیادت

عبداللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا مگر ایک دفعہ وہ بیمار ہوا تو رسول اللہؐ اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب العیادۃ حدیث نمبر 2690)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب بیان فرماتے ہیں۔

لالہ شرمپت قادیان کے رہنے والے اور حضرت مسیح موعود کی خدمت میں آپ کی بعثت کے ایام سے بھی پہلے آیا کرتے تھے اور آپ کے بہت سے نشانات کے وہ گواہ تھے اور باوجود بار بار کے مطالبوں کے کبھی انہوں نے مؤکد بعذاب حلف کر کے انکار نہ کیا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوئے مجھے اس وقت قادیان ہجرت کر کے آجانے کی سعادت حاصل ہو چکی تھی ان کے شکم پر ایک پھوڑا ہوا اور اس دنبل نے نہایت خطرناک شکل اختیار کی۔ حضرت اقدس کو اطلاع ہوئی۔ آپ خود لالہ شرمپت رائے کے مکان پر جو نہایت تنگ و تار تھا۔ تشریف لے گئے آپ کے ساتھ اکثر دوست تھے اور راقم الحروف بھی تھا۔

لالہ شرمپت رائے صاحب کو آپ نے جا کر دیکھا وہ نہایت گھبرائے ہوئے تھے ان کو اپنی موت کا یقین ہو رہا تھا۔ بے قراری سے ایسی باتیں کر رہے تھے جیسا کہ ایک پریشان انسان ہو۔ حضرت صاحب نے اس کو بہت تسلی دی اور فرمایا کہ گھبراؤ نہیں میں ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو مقرر کر دیتا ہوں وہ اچھی طرح علاج کریں گے۔ اس وقت قادیان میں ڈاکٹر صاحب ہی ڈاکٹری کے لحاظ سے اکیلے اور بڑے ڈاکٹر تھے۔ چنانچہ دوسرے دن حضرت اقدس ڈاکٹر صاحب کو ساتھ لے گئے اور ان کو خصوصیت کے ساتھ لالہ شرمپت رائے کے علاج پر مامور کر دیا۔ اور اس علاج کا کوئی بار لالہ صاحب پر نہیں ڈالا گیا۔ آپ روزانہ بلاناغہ ان کی عیادت کو جاتے اور جب زخم مندمل ہونے لگا اور ان کی وہ نازک حالت عمدہ حالت میں تبدیل ہو گئی تو آپ نے وقفہ سے جانا شروع کیا مگر اس کی عیادت کے سلسلہ کو اس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

آپ کی عادت تھی کہ جب آپ تشریف لے جاتے تو ہنستے ہوئے اس کے گھر میں داخل ہوتے۔ یعنی جیسی متبسم صورت تھی۔ اس ہنسی اور کشادہ پیشانی کا ایک اثر ساتھ والوں اور مریض پر پڑتا اور اس کو بہت کچھ تسلی دیتے اور فرماتے فکر نہ کرو میں دعا کرتا ہوں تم اچھے ہو جاؤ گے۔ اور خود لالہ شرمپت رائے کی بھی یہ حالت تھی کہ وہ ہمیشہ جب حضرت صاحب تشریف لے جاتے تو کہتا تھا کہ میرے لئے دعا کرو۔

(سیرۃ مسیح موعود از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی ص 169)

داخلہ معلمین کلاس وقف جدید

امسال معلمین وقف جدید کی کلاس ستمبر سے جاری ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو نوجوان خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہیں وہ بطور معلم وقف جدید اپنی زندگی وقف کریں اور اپنی درخواستیں درج ذیل کوائف کے ساتھ مقامی جماعت کے صدر صاحب کی تصدیق سے ناظم ارشاد وقف جدید کو ارسال فرماویں۔

1۔ نام 2۔ ولدیت 3۔ سکونت 4۔ تاریخ بیعت

شرائط داخلہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(1)۔ تعلیم کم از کم میٹرک C گریڈ ہو۔

(2)۔ عمر بیس سال سے زائد نہ ہو۔

(3)۔ قرآن مجید ناظرہ تلفظ کے ساتھ جانتے ہوں۔

(4)۔ بنیادی دینی معلومات سے واقفیت ہو۔

داخلہ کیلئے تحریری امتحان اور انٹرویو بھی ہوگا جس کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔

(ناظم ارشاد وقف جدید ربوہ)

عطایا برائے گندم

ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کار خیر میں ہر سال بڑی تعداد میں مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔ جملہ نقد عطایا بمد گندم کھاتہ نمبر 4550/3-981 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین جلسہ سالانہ ربوہ)

سوئمنگ پول ربوہ کی ممبر شپ

سوئمنگ پول ربوہ میں سوئمنگ کا آغاز مورخہ 17۔ اپریل 2004ء سے ہو چکا ہے۔ کسی بھی طفل، خادم یا ناصر کو ممبر شپ کے بغیر پول پر نہانے کی اجازت نہ ہوگی۔ مقررہ فارم دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مقامی و سوئمنگ پول سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ امید ہے تمام احباب اس سے بھرپور استفادہ کرینگے اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرینگے۔

(مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر (نمبر 300)

1897ء میں دنیائے احمدیت

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے قلم مبارک سے :۔

اگر چہ ہمارا گروہ ابھی بکثرت دنیا میں نہیں پھیلا۔ لیکن پشاور سے لے کر بمبئی اور کلکتہ اور حیدر آباد اور بعض دیار عرب تک ہمارے پیرو دنیا میں پھیل گئے۔ پہلے یہ گروہ پنجاب میں بڑھتا پھولتا گیا اور اب میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے اکثر حصوں میں ترقی کر رہا ہے۔ ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریز کے ذی عزت عہدہ دار ہیں۔ جو ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف اے۔ بی اے۔ اور ایم اے اور بڑے بڑے تاجر اس جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے یا رئیس اور جاگیردار اور تعلقہ دار اور نوابوں کی اولاد تھے، اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے۔ وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور قدرت نے ہماری جماعت کو فوق العادت ترقی دی ہے اور دے رہا ہے۔ وہ لوگ جو در حقیقت پارسا طبع اور خدا ترس اور نوع انسان سے ہمدردی کرنے والے دین کی ترقی کے لئے بدل و جان کوشش کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں بٹھانے والے اور عقلمند اور ذی فہم اور اولوالعزم اور خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ خداوند کریم اس بات کا ارادہ کر رہا ہے کہ اس جماعت کو بڑھاوے اور برکت دے اور زمین کے کناروں تک سعادت مند انسانوں کو کھینچ کر اس میں داخل کرے۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 204-205 حاشیہ)

احمدیت کا شاندار مستقبل

حضرت مسیح موعود نے ایک صدی قبل یہ بشارت دی کہ:

”دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا .... یہ باتیں انسان کی نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“

(تحفہ گولڑویہ طبع اول ص 54)

بین الاقوامی وحدت کے لئے ازلی ابدی آسمانی نظام

حضرت اقدس مسیح موعود کا اہل لاہور سے 3 ستمبر 1904ء کو عظیم الشان خطاب:۔

زمین پر گناہوں کا ایک سخت خطرناک جوش ہے اور اکثر لوگوں کے نفسانی شہوات بوجہ پورے امن اور کامل آسائش کے اس قدر جوش میں آگئے ہیں کہ جیسے جب ایک پرزور دریا کا بند ٹوٹ جائے تو وہ ایک رات میں ہی اردگرد کے تمام دیہات کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ دنیا میں ایک نہایت درجہ پر تاریکی پیدا ہوگئی ہے اور ایسا وقت آ گیا ہے کہ یا تو خدا دنیا میں کوئی روشنی پیدا کرے اور یا دنیا کو ہلاک کر دیوے۔ مگر ابھی اس دنیا کے ہلاک ہونے میں ایک ہزار برس باقی ہے اور دنیا کی زینت اور آرام اور آسائش کے لئے جو نئی نئی صنعتیں زمین پر پیدا ہوئی ہیں۔ یہ تغیر بھی صاف طور پر دلالت کر رہا ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ نے جسمانی طور پر اصلاح فرمائی ہے وہ روحانی طور پر بھی بنی نوع کی اصلاح اور ترقی چاہتا ہے کیونکہ روحانی حالت انسانوں کی جسمانی حالت سے زیادہ گر گئی ہے۔ اور ایسی خطرناک منزل پر آ پہنچی ہے کہ جہاں نوع انسان غضب الٰہی کا نشانہ بن سکتی ہے۔ ہر ایک گناہ کا جوش نہایت ترقی پر پایا جاتا ہے اور روحانی طاقتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور ایمانی انوار بجھ گئے ہیں اور اب عقل سلیم بداہت اس بات کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے کہ اس تاریکی کے غلبہ پر آسمان سے کوئی روشنی پیدا ہونی چاہئے کیونکہ جیسے جسمانی طور پر زمین کی تاریکی کا دور ہونا قدیم سے اس بات سے وابستہ ہے کہ آسمانی روشنی زمین پر پڑے ایسا ہی روحانی طور پر بھی یہ روشنی صرف آسمان سے ہی اترتی اور دلوں کو منور کرتی ہے جب سے کہ خدا نے انسان کو بنایا ہے اس کا قانون قدرت یہی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ **نوع انسان میں ایک وحدت نوعی پیدا کرنے کے لئے ان میں سے ایک شخص پر ضرورت کے وقت میں اپنی معرفت تامہ کا نور ڈالتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ** سے مشرف کرتا ہے اور اپنی کامل محبت کا جام اس کو پلاتا ہے اور اس کو اپنی پسندیدہ راہ کی پوری بصیرت بخشتا ہے اور اس کے دل میں جوش ڈالتا ہے کہ تا وہ دوسروں کو بھی اس نور اور بصیرت اور محبت کی طرف کھینچے جو اس کو عطا کی گئی ہے۔“

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 77)

رپورٹ: طارق رشید صاحب مربی سلسلہ فجی

فجی کی ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات

مورخہ 17، 18 جنوری 2004ء کو جماعت احمدیہ فجی کے ونوالیوو ریجن کی ذیلی تنظیموں کا دو روزہ سالانہ اجتماع احمدیہ سیکنڈری سکول ولووا برانچ میں منعقد ہوا۔ خاکسار نے اجتماع سے دو ماہ قبل ذیلی تنظیموں کے صدران کے ساتھ مل کر میٹنگ کی اور اجتماع کا پروگرام فائنل کیا اور محترم امیر و مشنری انچارج صاحب سے منظوری حاصل کی۔ تیاری اجتماع کے لئے ذیلی تنظیموں کے لئے کلاسز کا انتظام کیا گیا۔ اور اجتماع سے ایک ہفتہ قبل مقام اجتماع پر ایک اجتماعی وقار عمل کیا گیا اس میں کل 40 خدام، اطفال اور انصار نے حصہ لیا۔

پہلا دن

17 رجنوری بروز ہفتہ تمام جماعتوں سے احباب مقام اجتماع میں پہنچے، کھانے کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔ اس کے بعد لجنہ و ناصرات نے بیت الذکر کے احاطہ میں اپنے اجتماع کا آغاز کیا۔

خدام اور انصار نے احمدیہ سیکنڈری سکول میں اجتماع کا باقاعدہ آغاز کیا۔ نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ فجی محترم نثار خان صاحب نے اجتماع کا افتتاح کیا۔

علمی مقابلہ جات

افتتاحی تقریب کے بعد تمام ذیلی تنظیموں کے علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ جس میں ناظرہ قرآن کریم، حفظ قرآن، نظم اور حفظ نظم، مقابلہ تقریر، فی البدیہہ تقریر اور اردو ریڈنگ کے مقابلے شامل تھے۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد مقابلہ سوال و جواب اور مشاہدہ معائنہ ہوا جس میں تمام احباب نے خاص دلچسپی لی۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز با جماعت نماز تہجد سے ہوا۔ ورزشی مقابلہ جات ہوئے جس میں فٹ بال، والی بال، رسہ کشی، میوزیکل چیئرز اور 100 میٹر دوڑ اور لمبی چھلانگ کے مقابلے ہوئے۔

اختتامی پروگرام

مورخہ 18 رجنوری 2004ء بعد دوپہر 12 بجے اس پروگرام کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، نظم اور عہد دہرانے کے بعد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور نائب صدر مجلس انصار اللہ نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں اور علمی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والے انصار، خدام اور اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ جس کے بعد نیشنل صدر مجلس انصار اللہ فجی مکرم ڈاکٹر علی بوریبو صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں تمام تنظیموں کو نظام جماعت کی اطاعت بھائی چارے اور محبت کی تعلیم پر توجہ دلائی اور خاکسار نے الوداعی دعا کروائی۔

امسال ریجن کی چار جماعتوں کے علاوہ جزیرہ تاویونی سے بھی احباب جماعت نے شمولیت اختیار کی۔ کل حاضری انصار، خدام اور اطفال (107) اور لجنہ و ناصرات کی حاضری (111) رہی۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور تمام شامل ہونے والے احباب جماعت انصار، خدام، اطفال، لجنات اور ناصرات کے ایمان اور عمل میں برکت دے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 16 راپریل 2004ء)

مخالفت موجب ترقی

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

جب مخالفت ترقی کرتی ہے تو جماعت کو بھی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اور جب مخالفت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائیدات اور نصرتیں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں جب کوئی دوست یہ ذکر کرتے کہ ہمارے ہاں بڑی مخالفت ہے تو آپ فرماتے یہ تمہاری ترقی کی علامت ہے۔ جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں جماعت بھی بڑھتی ہے کیونکہ مخالفت کے نتیجہ میں کئی ناواقف لوگوں کو بھی سلسلہ سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ ان کے دل میں سلسلہ کی کتابیں پڑھنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور جب وہ کتابیں پڑھتے ہیں تو صداقت ان کے دلوں کو موہ لیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک دفعہ ایک دوست حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کی بیعت کی۔ بیعت لینے کے بعد حضرت مسیح موعود نے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کس نے تبلیغ کی تھی وہ بے ساختہ کہنے لگے مجھے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے تبلیغ کی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے حیرت سے فرمایا وہ کس طرح؟ وہ کہنے لگے میں مولوی صاحب کا اخبار اور ان کی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ اور میں ہمیشہ دیکھتا کہ ان میں جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت ہوتی تھی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ میں خود بھی تو اس سلسلہ کی کتابیں دیکھوں کہ ان میں کیا لکھا ہے اور جب میں نے ان کتابوں کو پڑھنا شروع کیا تو میرا سینہ کھل گیا اور میں بیعت کے لئے تیار ہو گیا۔ تو مخالفت کا پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے الٰہی سلسلہ کو ترقی حاصل ہوتی ہے اور کئی لوگوں کو ہدایت میسر آ جاتی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 6 ص 487)

پبلشر آغا سیف اللہ ' پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

میرے ابا حضرت میاں عبدالعزیز صاحب نون رفیق حضرت مسیح موعود

مکرم عبدالسمیع نون صاحب ایڈووکیٹ

﴿قسط اول﴾

ماہ مئی میں میرے ابا کی وفات ہوئی میرے لیے یہ تو اردو دل خوش کن ہے کہ اس سے 45 سال قبل اسی ماہ میں قارئین الفضل کے اور خود میرے والد کے مرشد و پیشوا اللہ کے حضور حاضر ہوئے تھے۔ میرے والد کی وفات 9 مئی 1953ء کو ہوئی۔ انہوں نے 1915ء میں وصیت کی تھی۔

مجھے والد صاحب نے جیسے تعلیم دلائی اور میری تربیت کی کوشش کی یہ ایک ایسی داستان ہے کہ گو شیریں ہے مگر اس کو بیان کرنے کے لیے کم از کم میرے آجکل کے حالات خصوصاً نازکی دل کی اس قابل نہیں کہ اس بظاہر دلنواز مگر بباطن دل فگار کہانی کو قرطاس پر لاسکوں۔ نصف صدی کا عرصہ گذر چکا ہے اور اتنی طویل مدت زخم دل بھرنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ مگر گھاؤ اتنا گہرا ہے کہ چند دن اس پر کھرنڈ بن جانے کے بعد کسی معمولی سے واقعہ سے زخم دل پھر ہرا ہو جاتا ہے۔

میں بزرگوں اور دوستوں کا ذکر اذکــــروا مــوتــکــم بــالــخیــر کے نبویؐ ارشاد کے تحت کرتا رہا ہوں۔ گو ان میں سے بھی ہر ایک کا ذکر میرے قلب مہجور کے لیے کئی لحاظ سے مشکل بلکہ بعض دفعہ ناممکن بن جاتا تھا۔ مگر میرے والد کے قرب جسمانی کے باعث ان کے ہجر کی چوٹ سب سے زیادہ محسوس ہوتی رہی اور یہی باعث بنتا رہا والد صاحب کے بارہ میں کچھ لکھنے میں التوا کا۔

میں اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ میری دو بہنیں تھیں۔ جو اپنے اپنے سسرال سدھار چکی تھیں۔ کیونکہ بہنوں کی عمریں مجھ سے بہت زیادہ تھیں۔ وہ جوان تھیں جب میری ولادت سیدنا حضرت مصلح موعود اور حضرت مولانا شیر علی صاحب کی دعاؤں کے طفیل ہوئی تھی اس لیے گھر میں 1948ء تک میری والدہ مہربان اور والد صاحب دونوں موجود تھے۔ پھر 1948ء میں والدہ صاحبہ کی وفات کے بعد 1953ء تک کا عرصہ میرے ابا نے اکیلے تنہائیوں اور اداسیوں میں سلگتے ہی گذارا۔ جب میں ایل۔ایل۔بی فائنل کے امتحان کے لیے 4 دن بعد لاہور جانے والا تھا کہ ابا کی حادثاتی موت نے تو گویا مجھے ہلا کر رکھ دیا۔

اس سے چاہیے ہے لو لگانی
کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی

آج کی یہ چند سطور میری طرف سے اپنے ابا کی روح کے حضور عقیدت کے پھول پیش کرنے کی حقیر جسارت ہے۔ شاید میرے ابا کی روح کو اس سے سکون مل جائے۔ کہ جس بیٹے کی تعلیم و تربیت کی خاطر جدائی کی اذیتیں برداشت کیں۔ اب وہ ٹیڑھے میڑھے اور آڑھے ترچھے چند لفظ لکھنے کے قابل تو ہو گیا ہے۔ میرے والد میرے لیے اولین یونیورسٹی ثابت ہوئے جن کے سایہ عاطفت میں میں نے اخلاق کریمانہ و عادات حسنہ کے وہ سبق سیکھے جو انہوں نے حضرت اقدس کے پاک اور مبارک اور نایاب لمس سے سیکھے تھے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ''وہ علوم'' ہی اصل علوم تھے۔

ہم باپ بیٹا تو تھے ہی۔ ہمدم ہمراز اور یک جان دوست بھی تھے۔ نہیں نہیں میں اپنے ''رفیق'' باپ کا عاشق تھا۔ اور ہر آن انکی قربانیوں اور شفقتوں اور دعاؤں کو یاد کر کے ان کی اطاعت میں اور خوشنودی کے حصول کے لیے کئی کئی جتن کرتا رہتا تھا۔ اللہ قادر کے فضل سے مجھ میں ہمت پڑ جاتی تھی کہ جان پر کھیل کر بازی جیت لیتا۔ اس اجمال کی تفصیل بیان کرنے میں خودستائی کا عنصر آ جائیگا۔ اس لیے اسے یہیں تک رہنے دینا مناسب ہے۔ مگر اس تصریح کے ساتھ کہ اس میں میری کچھ بھی بقراطی نہیں تھی۔ میرے ابا کی مقبول دعائیں میری راہنمائی اور دستگیری کرتی تھیں۔ اور فضل قادر ہمیشہ میرے ابا کی دعاؤں کے طفیل مجھ پر رحمت کا بادل بن کر سایہ فگن رہا۔ اور اب تک آپکی دعائیں میری طرف بڑھنے والی ہر بلا کو روک لیتی ہیں اور یقین ہے کہ جب تک جیوں گا۔ اسی طرح فضل ربی میرا دفاع کرتا رہے گا۔ اور میرے والد اپنی دعاؤں پر ہی کب حصر کرتے تھے۔ مسلسل سیدنا حضرت مصلح موعود کی خدمت اقدس میں دعاؤں کے خطوط محترم جناب ماسٹر چوہدری محمد حیات صاحب پڑھار (والد عزیزم چوہدری وسیم احمد صاحب S.E اور کرنل دلدار احمد صاحب) سے جو گویا ہمارے گھر کے معزز فرد ہی تھے، لکھواتے تھے۔ جسکو کسی مصیبت میں گرفتار یا بیماری میں مبتلا دیکھتے اسے حضرت صاحب کی دعا کے لیے لکھنے کی تلقین کرتے۔ اور یہ بار ہا ہوا کہ مستدعی کو اس کا مقصود مل گیا۔

مجھے ایک واقعہ اچھی طرح یاد ہے۔ 1938-39 میں ہمارے گاؤں کے چند زمینداروں کے خلاف مقدمہ قتل قائم ہوا۔ اور انہیں سزائے موت اور عمر قید کی سزائیں سیشن کورٹ سرگودھا سے ہوئیں۔ ابا جان ملزمان کے ایک بھائی کو ملے۔ اور اسے کہا کہ ایک روپیہ خرچ کرو تمہارے بھائیوں کی رہائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو جائیگی۔ بات اس پر اعتمادی اور یقین راسخ سے کرتے تھے کہ سیدھی دل میں اتر جاتی تھی۔ مثلاً ایک روپیہ کا خرچ؟ اور اتنے سنگین مقدمہ سے سزایابی کے بعد رہائی؟ وہ حیران ہوا۔ تو دوسرے ہی لمحے اسے کہا۔ تین تین پیسے کے کارڈ لے لو سیدنا حضرت مصلح موعود کو ہر تیسرے دن ایک ایک خط دعا کے لیے لکھو۔ اللہ نے چاہا تو دو ماہ میں تمہارا مقصد حاصل ہو جائیگا۔

شرط یہ ہے کہ اگر تمہارا مسئلہ تمہاری خواہش کے مطابق حل ہو گیا تو قادیان جانا دیکھنا۔ ماننا نہ ماننا تمہاری قسمت۔ ان کے گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ ابا جان کو وہ راست باز اور صادق العہد تو یقین کرتے ہی تھے، اس سہل طریق کو اختیار کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ محترم چوہدری محمد حیات صاحب پڑھار مذکور سے اس نے خط لکھوانے شروع کیے اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بھائیوں کو رہائی دے دی۔ مگر وہ شخص معاہدے پر قائم نہ رہا اور ٹال مٹول کرتا رہا۔ اور پھر وہ خاندان اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ایسا آیا کہ الامان والحفیظ۔ ع

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا

میں بات مرحوم والد صاحب کے بیعت کرنے سے شروع کرنا چاہتا تھا کہ تمہید ہی میں میرا قلم بہتا چلا گیا۔ 1903ء میں ابا جان نے بیعت کی تھی۔

بیعت کا واقعہ

میرے پردادا جان حافظ غلام مصطفیٰ صاحب حدیث کے عالم تھے۔ ابا جان بتاتے تھے کہ حضرت خلیفہ اوّل انہیں جانتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ وہ حدیث کے ''متبحر'' عالم تھے۔ جب چاند سورج کو گرہن رمضان شریف کے مہینے میں 1894ء میں لگا۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کی علامت ہے۔ اب امام مہدی ظاہر ہوگا۔ مگر وہ جلد ہی فوت ہو گئے۔ ہمارا گاؤں حلال پور کوردیہہ تھا۔ وہاں ڈاکخانہ نہ سڑک نہ ریل نہ اور کوئی رابطے کا سلسلہ۔ وہاں دیر سے خبر پہنچی۔ میرے دادا جان کا نام حافظ غلام محمد تھا۔ جو بہت سخت گیر اور رعب والے تھے۔ ابا کہتے تھے کہ اگر والد صاحب کبھی کہتے کہ عبدالعزیز میرے ساتھ آ کر کھانا کھاؤ تو مصیبت پڑ جاتی تھی۔ بہرحال ابا جان نے اپنے والد صاحب سے سفر کی اجازت مانگی کہ میں کسی بزرگ کو ملنے جانا چاہتا ہوں۔ دادا جان نے کہا کہ گولڑہ شریف چلے جاؤ۔ انہوں نے سفر خرچ لیا۔ اور عازم قادیان ہو گئے۔ اپنے والد سے بول کر اختلافات کرنے کی تو توفیق نہیں تھی۔

پوچھتے پوچھتے قادیان پہنچ گئے اور حضور کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت خلیفہ اول سے بھی ملے۔ جو ہمارے خاندان سے بھیرہ کے ہونے کی وجہ سے پہلے سے واقف تھے۔ والد صاحب کی نوعمری کا زمانہ تھا۔ فرماتے تھے میں نماز بھی شاذ ہی پڑھتا تھا۔ اور وہ بھی اپنے والد صاحب کے ڈر کے مارے۔ میں نے اپنی اس کمزوری کا حضور سے ذکر کیا۔ حضور نے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور پھر مجھے نماز میں لذت آنا شروع ہوئی۔ اور یہ تبدیلی حضرت مسیح موعود کی دعائے مقبول کے صدقے واقعہ ہوئی۔

جب واپس آئے تو دادا جان نے پوچھا گولڑہ شریف سے ہو آئے ہو۔ کہتے تھے اب ہمت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت مسیح موعود کی قوت قدسی سے پیدا ہو چکی تھی۔ انہوں نے صاف صاف بتا دیا کہ میں تو قادیان گیا تھا اور امام مہدی وہاں ظاہر ہوئے ہیں۔ میرے دادا جان نے اپنی وفات سے پہلے انہی کی خبر دی تھی کہ ظاہر ہو چکے ہیں اور سورج چاند کو گرہن بھی لگ چکا ہے۔ جو امام مہدی کی آمد کی علامت ہے۔ اس پر ان کے والد صاحب کچھ برہم ہوئے۔ اور جائیداد سے عاق کر دینے کی دھمکی بھی دی۔ مگر ابا اسے خاطر میں نہ لائے۔ کیونکہ انہوں نے تو اس نورانی چہرہ کو دیکھا تھا اور اس مبارک ہاتھ سے ہاتھ ملایا تھا۔ ان کے اندر اس پاکیزہ لمس سے ایسی جرات ایمانی پیدا ہو چکی تھی کہ وہ اپنے آپ کو اس طرح مخاطب کرتے تھے۔

خوشی دے نال جھاگیں ہر غمی نوں
ولا وٹا نہ لاویں عاشقی نوں

میں نے بہت رفقاء کے حالات کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ اور 1944ء میں ٹی۔آئی کالج میں داخلے کے زمانے میں قادیان میں رفقاء کی تعداد بہت تھی۔ یہ جنس ہی کوئی مختلف تھی۔ بجلی کے پاور ہاؤس سے ان کا کنکشن ہوتے ہی بجلی کی روان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتی تھی جس سے اندر کی ساری میل کچیل صاف ہو کر ان کا سینہ آئینہ کی مانند شفاف ہو جاتا تھا۔ اور اس میں عکس یار منعکس ہونا شروع ہو جاتا تھا۔ اور جس پاور ہاؤس کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ کسی پیر فقیر یا سجادہ نشین کا نہیں بلکہ ماموز زمانہ کا تھا۔ اس کے ہاتھ نے جس ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا وہ یکسر کوئی نیا انسان بن گیا۔ اسکی کایا پلٹ ہو گئی۔ عقل حیلہ تراش اور منطق گردن فراز کے سارے اسلوب عنقا ہو گئے۔ اور اسکی جگہ جذب و

جنون اور وارفتگی نے لے لی۔ عقل کی پاسبانی سے چھٹکارا مل گیا۔ اور عشق خود بین کی بجائے عشق خدا بین کو اپنا راہنما بنالیا۔ اس موعود امام کو پالینے کے بعد اب اصل یہ ٹھہرالیا کہ

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

الغرض سارے رفقاء اسی رنگ میں رنگیں ہو جاتے رہے۔ اور ایک عجیب مخلوق ہم نے دیکھی جو بظاہر زمین پر چلتے پھرتے تھے۔ مگر وہ تو گویا کہیں آسمان پر بستے تھے۔ نہ انہیں دنیا والوں کے حملوں کا خوف نہ گھر بار سے بے دخل کر دینے کی دھمکیوں کا کوئی ڈر۔ وہ اگر اس راہ میں ستائے بھی جاتے تھے تو حمد اور شکر ادا کرتے تھے۔ اور ان کے دل خوشیوں اور مسرتوں سے لبریز ہو جاتے تھے۔

حضرت مولوی برھان الدین صاحب جہلمی پر جب کسی نادان مائی نے ان کے سر پر کوڑا کرکٹ چھت سے پھینکا تھا۔ تو وہ کہتے جاتے تھے "مائی ہور پا" "مائی ہور پا" جب ظالموں نے انہیں گرا کر ان کے منہ میں گوبر ٹھونسنا شروع کیا تو پھر بھی مست الست پڑے رہے اور کہتے جاتے تھے "او برھانیا ایہہ نعمتاں فیر کتھوں" نہ کوئی مخالفانہ ردعمل نہ منت سماجت نہ چیخ نہ پکار بلکہ امام مہدی کو ماننے کے "جرم" میں اس گند اور غلاظت کو "نعمتاں" قرار دیتے تھے۔

"مائی ھور پا" اور "او برھانیا ایہہ نعمتاں پھر کتھوں" کے واقعات کوئی سنے تو کہے یہ پاگل پن ہے۔ دیوانگی ہے۔ مگر دوستو اصل فرزانگی یہی ہے۔ یہ وہی آخرین ہیں جن کے اولین میں سے ایک کو جب غریب الوطنی میں دشمن نے نیزہ مار کر گرا دیا۔ تو اس نے نعرہ مستانہ بلند کیا تھا۔ فزت برب الکعبۃ اسے بھی دیکھنے والا حیران ہو گیا تھا کہ یہ عجیب انسان ہے کہ مر رہا ہے گھر سے دور نہ کوئی رشتہ دار پاس ہے۔ نہ کوئی اسکا قصور۔ اور کہتا ہے۔ فزت برب الکعبۃ۔ یہ خالصتاً آسمانی مخلوق تھی۔ اور یہ ربانی گروہ تھا۔ اور یہ تبدیلی اھل اللہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بغیر پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔ ہم کہاں ان عاشقان ربی کے دل میں خود فراموشی اور عشق و وارفتگی کی کہنہ معلوم کر سکتے ہیں۔ بیان کرنا تو بعد کی بات ہے۔ خود عارف باللہ ہی کے زبان مبارک سے ان کا احوال سنیں۔ فرماتے ہیں۔

کچھ ایسے مست ہیں وہ رخ خوب یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وار سے
ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اس لیے کہ عاشق یار یگانہ ہیں
جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بدشعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں
تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے
کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

ان اللہ والوں کا ذکر کرتے کرتے میں نہ قلم مڑ کنٹرول رکھ سکا اور نہ قلب و ذہن پر میرا قابو رہا۔ بات بڑھتی گئی۔ لیکن اس دوران مسلسل طائر کی نگاہ اپنے نشیمن پر ہی رہی۔ میں اب پھر اپنے والد صاحب کے بیعت کے ابتدائی ایام اور حالات کا کچھ ذکر کرتا ہوں

لا بتاتے تھے۔

سارے گاؤں والوں کی "کانفرنس" ہوئی کہ "مرزائیوں" کا بائیکاٹ ایسا کیا جائے کہ یہ تنگ آ کر "مرزائیت" کو ترک کر دیں۔ ایک ابا احمدی تھے۔ اور ایک کوئی سرکاری اہلکار غریب آدمی یہ دو آدمی بھرے گاؤں میں احمدی تھے۔ سب نے اس سرکاری اہلکار جو غالباً مدرس تھے ان کا بائیکاٹ کرنے کے لیے اپنے اپنے سینوں پر ہاتھ مارے۔ اور اس طرح بہادری کی فہرست میں اپنا نام درج کرانے اور تمغہ جیتنے کے اور ہر طرح تنگ کرنے کے دعوے کیے۔ ابا کا ذکر آتا تو سب کہتے وہ ہمارے بس میں نہیں۔ زمین انکی اپنی مزارعین اس پر جان چھڑکتے ہیں۔ معینان اس کے فدائی۔ اسے ہماری کیا پرواہ ہے۔ ساری رات منصوبے بنا بنا کر توڑتے رہے۔ کچھ فیصلہ نہ کر پائے۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب

حلال پوری کا واقعہ بیعت

میرے والد صاحب بیعت کر کے آئے تو مولانا محمد اسماعیل صاحب حلال پوری جو میرے ابا کے دوست تھے۔ وہ ابا سے پوچھتے کہ تم نے قادیان میں کیا دیکھا اور کیا باتیں سنیں۔ اور یہ انہیں بتاتے تھے کہ کس طرح حضرت صاحب سے ملے۔ اور حضرت خلیفہ اول سے ملاقات کی اور چونکہ حضرت مولوی صاحب اپنے والد مولانا محمد بخش صاحب سے بہت ڈرتے تھے۔ اس لیے ان کی ملاقاتیں رات کو باہر جنگل میں ہوتی تھیں۔ آخر ایک دن حضرت میاں حسن محمد صاحب حضور کی تصنیف لطیف آئینہ کمالات اسلام لے کر اس بیت میں نماز عصر پڑھنے گئے جس میں حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے آئینہ کمالات اسلام اپنے سامنے صف پر رکھ دی اور حضرت میاں حسن محمد صاحب کے نماز ختم کرنے سے پہلے ہی دو صفحات پر نظر ڈال کر کتاب وہیں رکھ دی۔ چونکہ بہت تیز ذہن کے مالک اور زیرک انسان تھے۔ اور ساتھ خوش نصیب بھی۔ ان چند منٹوں میں ہی انہوں نے حق کو قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اپنے والد صاحب کی خشمگی اور درشتی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور اعلان کر دیا کہ میں بیعت کروں گا۔ ان کے والد صاحب مولانا محمد بخش صاحب سخت ناراض ہو گئے کہتے تھے کہ "عزیزو نے اسمٰعیلو نوں پٹ سٹیا"۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اواخر اپریل 1908ء میں بیعت کی۔ اور حضور کی وفات قریباً ایک ماہ بعد ہوئی بہرحال حضرت مولوی صاحب رفقاء کی صف میں شامل ہو گئے۔ اور پھر حضرت مولانا نے بہت تیز رفتاری سے سلوک کی راہیں طے کر لیں۔ اور بہتوں سے آگے نکل گئے۔ اور اساتذہ کے بھی استاد بن گئے۔ مگر وفا ایسی کہ آخری دم تک حلال پور کی محبت کو بھی نہ بھولے۔ اور میرے ابا کے ساتھ دوستی اور یکرنگی تو حضرت مولانا کی بے مثال تھی۔

واقعہ اشعث اغبر کا

میرے والد صاحب باوجود اس کے کہ معمولی پڑھے لکھے تھے۔ حضور کی کتب اور الفضل باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا۔ اس جذبہ وافر کو جنوں کا ہی نام دیا جا سکتا ہے۔ گھوڑے پر سواری کرتے تھے۔ اور کتابیں زین پر رکھ کر دور و نزدیک لے جاتے۔ اور لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ ساری کتابوں پر نشان زین کے پڑے ہوئے ہوتے تھے۔

ایک دن للیانی ضلع سرگودھا کے ایک نمبردار رئیس کے ہاں گئے۔ پہلے بھی اس سے باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ کچھ تعلق بھی تھا۔ چونکہ میرے ابا کے ننھیال کا گھر ان کے بالکل قریب تھا، اس لیے بہت آنا جانا تھا۔ شادی غمی پر آتے جاتے تھے۔ اب جو گئے تو اس کی شامت اعمال پورے "جوبن" پر تھی۔ اس نے بلا وجہ حضرت اقدس کو گالیاں دینا شروع کیں۔ ابا نے اسے سمجھایا کہ یہ بے ہودگی اچھی نہیں۔ مجھے گالیاں دے لو۔ اگر تمہیں دشنام طرازی کا دورہ پڑا ہوا ہے تو مگر اس پاک شخص کو گالیاں نہ دو۔ اس پر وہ اور بھی بھڑکا۔ تو ابا سخت غمزدہ ہو کر لاتقعدوا معھم کے ارشاد کی تعمیل میں وہاں سے اٹھ کر اپنے ننھیال کے گھر چلے گئے۔ شام کا وقت تھا۔ نماز پڑھی اور دیکھنے والے بتاتے تھے۔ (اب تو آخری گواہ اس واقعہ کا برادرم چوہدری گل محمد بھی فوت ہو گیا ہے) رات کو باوجود اصرار کے کھانا نہ کھایا۔ دودھ پیش کیا۔ تو انکار کر دیا۔ عشاء کی نماز کے بعد رنج و غم اور غصے سے پیلے ہو کر فرمانے لگے۔ کہ فلاں شخص نے حضرت صاحب کی شان میں آج بہت بکواس کی ہے۔ جس سے مجھے سخت دکھ ہوا ہے۔ آٹھ دن کے اندر یہ شخص ہلاک ہوگا۔ گل محمد کہتا تھا کہ ہم حیران تھے کہ آج چچا جان کو اتنا دکھ پہنچا ہے کہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ اتنا کہہ کر رات گزار کر صبح اپنے گاؤں واپس آ گئے۔ اور بھائی گل محمد غیر احمدی قسم کھا کر بتاتا تھا کہ عین اس کے ساتویں دن وہ رئیس حجامت کروا رہا تھا اسکے دارہ پر کچھ اور آدمی بھی بیٹھے تھے۔ اسے کسی شادی کی تقریب میں شرکت کے لیے کہیں جانا تھا۔ تانگہ تیار تھا کہ ایک شخص آیا اسکے ہاتھ میں ٹوکہ تھا اس نے بھری مجلس میں اس کی گردن پر دو وار کیے اور وہاں سے بھاگ گیا۔ اور یہ رئیس تڑپ تڑپ کر وہیں مر گیا۔ اور قاتل کا آج تک کوئی پتہ نہیں نہ چلا ایک "اشعث اغبر" نے جب اللہ کی قسم کھا کر اس کی ہلاکت کی خبر دی تو اللہ تعالیٰ نے وہ پوری کر دی۔ یہی اس کی مبارک سنت ہے۔ کاش لوگ عبرت حاصل کریں۔ حضرت مسیح موعود فرما گئے تھے کہ ؏

موت کی راہ سے ملے گی اب تو دیں کو کچھ مدد

اور حق یہ ہے کہ

دنیا میں گرچہ ہو گی سو قسم کی برائی
پاکوں کی ہتک کرنا سب سے برا یہی ہے

ایک فوجداری مقدمہ کا قیام

دیوی رتہ مل کپور ہمارا ایک مزارع ہوتا تھا۔ والد صاحب مزارعین اور ملازمین اور معینان کے ساتھ بڑی شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ اور وہ بھی سبھی والد صاحب کا بے حد ادب کرتے تھے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپکو یہ مقام تقویٰ اللہ کے باعث حاصل ہوا تھا۔ جو مسیح الزمان کی برکت سے آپ کو خاص محبت الٰہی سے عطا ہوا تھا۔ ورنہ مالک زمین اور مزارعین کے اختلافات اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ جو بعض دفعہ سنگین صورت بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ مگر یہاں معاملہ ہی اور تھا۔ میں نے وہ مزارعین بھی دیکھے جو تین پشتوں سے ہماری اراضی کاشت کرتے چلے آ رہے تھے۔ چونکہ ابا مسلم اور غیر مسلم سب پر شفقت اور احسان کا سلوک روا رکھتے تھے۔ اس لیے وہ ہندو مزارع دیوی رتہ مل بھی آپ کا بہت ادب کرتا تھا۔ اسکی بیٹی نوجوان تھی۔ جو میری بہنوں کی ہم عمر تھی۔ ان کے ساتھ اسکا دوستانہ ہو گیا۔ میری بہنیں قرآن کریم گھر میں پڑھتی تھیں۔ وہ ہندو لڑکی بھی آ بیٹھتی تھی۔ وہ بہت ذہین تھی اس نے بھی قرآن مجید ساتھ ہی پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے ماں باپ اور ایک بھائی سندر داس نامی تھا۔ وہ جانتے تھے۔ مگر وہ ہمارے گھر آنے میں کبھی معترض نہیں ہوئے۔ چنانچہ اس نے کچھ عرصہ میں قرآن کریم ختم کر لیا۔ اس کی شادی کا فیصلہ چنیوٹ کے ایک بڑے سیٹھ کے بیٹے سے ہو چکا تھا۔ جب انہیں پتہ چلا کہ یہ تو قرآن کریم پڑھ چکی ہے اور ہمارے گھر میں چونکہ احمدیت کا ماحول تھا۔ اخبارات اور رسالے بھی آتے تھے۔ وہ بھی میری بہنوں کے ساتھ پڑھتی رہی۔ آخر ایک دن اس نے میرے ابا سے کہا کہ میں تو احمدی ہونا چاہتی ہوں۔ یہ ہندومت اور اس کے وید اور انکی عبادات مجھے پسند نہیں۔ اس پر اسکے سسرال کو طیش آیا۔ اور انہوں نے ابا کے خلاف چنیوٹ میں پرچہ دے دیا۔ وہ لڑکی تو ایمان پر بڑی مستقیم نکلی۔ اس مقدمہ میں الزامات کی تفصیل کا تو مجھے علم نہیں مگر ابا بتاتے تھے کہ وکیل ڈراتا تھا کہ مقدمہ بہت سنگین ہے۔ اور لڑکی بھی موجود ہے۔ جو ہندو مذہب چھوڑ کر احمدیت میں داخل ہوئی ہے اور چنیوٹ کے سیٹھ بھی بڑی طاقت رکھتے تھے۔ اور مجسٹریٹ بھی کٹر ہندو تھا۔ مگر ابا کو کبھی فکر نہ ہوا۔ حلال پور سے چنیوٹ 25 کوس کا فاصلہ ہمیشہ گھوڑے پر یہ سفر کرتے تھے۔ اور آدھے فاصلے پر موضع لنگر مخدوم پڑتا ہے۔ وہاں کے مخدوم شیر محمد صاحب کے ہاں بھی ٹھہر جاتے۔ ان کے ساتھ دوستی ہو گئی تھی۔ بعد میں مخدوم صاحب نے مستقل سکونت سرگودھا میں میری ہمسائیگی میں اختیار کر لی تھی۔ اور پھر میرے بھی بڑے محبت کرنے والے دوست بن گئے تھے۔

سعید فطرت صاحب

سبزیاں لگانے کے مختلف پہلو

سبزیاں ہماری روزمرہ کی غذا میں ایک انتہائی اہم مقام رکھتی ہیں کسی بھی صورت میں سبزیوں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہر موسم میں یہ خرید وفروخت کے لئے بازار میں مہیا ہوتی ہیں سردیوں اور گرمیوں کی سبزیوں کی اپنی اہمیت ہوتی ہے سردیوں کی سبزیوں میں جڑ والی سبزیاں یعنی ایسی سبزیاں جن کی جڑ سے سبزی حاصل کی جاتی ہے نسبتاً زیادہ ہوتی ہیں ایسی سبزیاں عموماً ٹھنڈے مزاج والی اور بھرپور غذائیت رکھتی ہیں جیسے گاجر مولی شلجم وغیرہ۔ گرمیوں کی سبزیوں میں ایسی سبزیاں عموماً کم ہوتی ہیں ہر موسم کی سبزی انسانی صحت، جسم اور روح پر اپنے مزاج کے مطابق مختلف طرح کے اثرات چھوڑتی ہے اس لئے کوشش کرکے تازہ سبزی حاصل کرنی چاہئے تازہ سبزی کا حصول اگرچہ کچھ مشکل ہے لیکن ہرگز ناممکن نہیں۔ اکثر سبزی فروش بازاروں میں باسی سبزیاں سستے داموں فروخت کرتے ہیں ایسی سبزیوں کے خریدار اکثر غریب لوگ ہوتے ہیں یا پھر وہ لوگ جن کو یہ شعور نہیں ہوتا کہ تازہ سبزی انسانی صحت پر کیا مثبت اثر چھوڑتی ہے اور باسی سبزی صحت پر کتنے برے اور منفی اثرات کرتی ہے ترقی یافتہ ملکوں میں تو باسی یا انسانی صحت کے لئے مضر سبزیاں اور پھل بیچنے کی اجازت ہرگز نہیں ہوتی بازار میں صرف تازہ پھل اور تازہ سبزیاں فروخت ہوتی ہیں وہ بھی مختلف سائز کے پیکٹوں میں بند ہوتی ہیں یعنی ان پر کھیاں وغیرہ بھی نہیں بیٹھ سکتیں اور نہ اپنے گندے پاؤں سے ان کو آلودہ کرسکتی ہیں لیکن قسمت کی ستم ظریفی سمجھیں کہ ہمارے ملک میں زہریلی سبزیوں کی یہ دکانیں ہر جگہ لگی ہوتی ہیں غریب لوگ اور بے کس افراد جن کی زندگی پہلے ہی دکھوں اور بیماریوں کا مجموعہ ہوتی ہے اوپر سے ناقص غذا اور ضرر رساں سبزیاں ان کی بیماریوں میں مزید اضافہ کا باعث بنتی ہیں۔ جمعہ بازار اور اتوار بازار میں بکنے والی سبزیاں اسی قسم کی ہوتی ہیں وہ مال یا وہ اشیاء جو عام بازار کی دکان سے فروخت ہونے سے بچ جاتی ہیں ان کو جھاڑ پونچھ کر جمعہ بازار میں سجا لیا جاتا ہے جہاں لوگ سستے دام کی آوازیں سن کر دو دو تین تین دن کے لئے خرید لیتے ہیں اور بعض اوقات تو پورے ہفتہ کے لئے یہ انتظام کرلیا جاتا ہے۔

لیکن اگر تھوڑی سی محنت کر لی جائے تو ان تمام مصیبتوں سے نجات مل جاتی ہے بعض شوقین لوگ تو ہر قسم کی سبزی خود گھر میں اگاتے ہیں بعضوں کو خدا تعالیٰ نے زرعی زمینوں سے نوازا ہوتا ہے وہ تو ہر موسم میں تازہ سبزی کھاتے ہیں لیکن اصل مسئلہ ان لوگوں کا ہے جن کے پاس اتنے وسیع پیمانے پر زمین نہیں اور اگر گھر ہیں تو چھوٹے ہیں کہ ان میں سبزیاں اگانے کے لئے کوئی کیاری تیار کرنا ممکن نہیں ہوتا ایسی صورت میں بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے گھر اگرچہ چھوٹے لیکن ان کے ہمسائے میں آگے پیچھے کوئی نہ کوئی خالی پلاٹ ہوتا ہے جہاں متعلقہ آدمی کی اجازت سے سبزیاں اگانے کا انتظام کیا جاسکتا ہے جن کے پاس یہ سہولت موجود ہے انہیں تو ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے اور ہر موسم میں بھرپور سبزی اگانی چاہئے بیج کے انتخاب کے وقت ہمیشہ احتیاط کرنی چاہئے کمزور اور ناقص بیج ہرگز نہیں استعمال کرنے چاہئیں بیج اعلیٰ کوالٹی کے صحت مند استعمال کرنے چاہئیں اگر گھر میں سبزی اگانے کے لئے گنجائش نہیں تو گملوں میں سبزیوں کے کچھ پودے تیار کئے جاسکتے ہیں جن میں بھنڈی اور بینگن خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور گملے نسبتاً کچھ بڑے ہوں تو ایک گملے میں تین پودے لگائے جاسکتے ہیں اور یہ پودے ایسے جی دار ہوتے ہیں کہ اگر اچھی صحت کے ساتھ پروان چڑھ جائیں تو ہر دوسرے دن کے بعد کچھ نہ کچھ سبزی ضرور دیتے ہیں ان کی مسلسل نگرانی کرتے رہیں اور پانی دیتے وقت ان کے پتوں کو نہلا دیا جائے تو پودا ہمیشہ ہشاش نظر آتا ہے جہاں تک دوسری سبزیوں کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہر گھر میں چونکہ کوئی نہ کوئی پودا یا کوئی درخت پھلدار سایہ دار ضرور ہوتا ہے تو درخت کے قریب اگر توری کے بیج لگا دیئے جائیں تو بڑی اچھی طرح وہ پروان چڑھتے ہیں توری سے یہاں کالی توری کے بیج مراد ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ کریلے کے بیج بھی بوئے جاسکتے ہیں لیکن پہلے پہل جب ننھے ننھے پودے نکلیں تو انہیں کسی چیز کا سہارا دے کر اوپر ٹہنیوں تک پہنچا دیا جائے اس سلسلے میں کسی رسی سے مدد لی جاسکتی ہے جب یہ ہر دو بیلیں اوپر درخت کی ٹہنیوں پر مکمل چڑھ جائیں تو پھر آپ دیکھیں کہ کس طرح آپ کی محنت واپس کرتی ہیں یہ بیل دیواروں کے اوپر بھی چڑھائی جاسکتی ہے دیواروں کے ساتھ ساتھ گملے رکھ کر سبزی لگائی جاسکتی ہے یا پھر اگر صحن پکا ہو تو ایک دو اینٹ اکھاڑ کر چھوٹی سی کیاری کی شکل بنا کر یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اگر صحن میں جگہ نہ ہو تو چھت اگر مضبوط ہو تو اس پر سیمنٹڈ کیاری بنائی جاسکتی ہے دو فٹ اونچی کیاری سیمنٹ کی بنائی جاسکتی ہے اس میں مٹی اور بھل کا آمیزہ ڈال کر تھوڑی سی روڑی ملا کر اچھے موسم میں بیج لگا دیئے جائیں تو بھی سبزی کے پودے تیار ہو سکتے ہیں لیکن یہ سارا کام محض شوق سے ہوگا بیج بو دینا کافی نہیں ان کی ہر طرح سے نگہداشت بھی ضروری

باقی صفحہ 7 پر

تبصرہ کتب

منزل نہ کر قبول

سفر نامہ پنجاب

نام کتاب: منزل نہ کر قبول
مصنف: محمد داؤد طاہر
ناشر: فیروز سنز لمیٹڈ
www.ferozsons.com.pk
سن اشاعت: 2004ء
تعداد صفحات: 368
قیمت: 300 روپے

پڑھیں جو آپ مصنف کا یہ سفر نامہ
زباں کا لطف ہے، اسلوب کے مزے ہیں بہت
(عاصی کرنالی)

سفرنامے جہاں ادبی صنف میں شامل ہیں وہاں یہ تاریخی دستاویزات بھی ہوتے ہیں۔ آج ہمارے پاس کئی تاریخوں سے آگاہی بڑے بڑے سیاحوں کے سفرناموں کی مرہون منت ہی ہے۔ ہر شخص کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اپنے تاریخی ادوار اور آثار کو خود مشاہدہ کرکے آگاہ ہوسکے اور اگر کہیں کہیں آثار کا مشاہدہ کسی کے حصہ میں آتا بھی ہے تو ضروری نہیں کہ اس کے پاس طاقت قلم بھی ہو کہ دوسرں کو اپنے مشاہدات میں شریک کرسکے۔

زیر تبصرہ کتاب منزل نہ کر قبول ایک ادبی شاہکار ہی نہیں بلکہ سرزمین پاکستان کے ایک حصہ کی تاریخی دستاویز بھی ہے جس سے بیشتر لوگ ناآشنا ہیں۔ تاریخی ورثہ ہمیں عظمت رفتہ کی یاد دلاتا ہے اور حال کی منزل بتاتا ہے۔ اور زندہ قومیں اپنے ماضی کو نہ صرف یاد رکھتی ہیں بلکہ اس سے سبق بھی سیکھتی ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب جو سفرنامہ پنجاب پر مشتمل ہے اس کے مصنف محمد داؤد طاہر ہیں۔ یہ انکی چوتھی کتاب ہے۔ قبل ازیں ان کی کتاب شوق ہمسفر میرا، جو امریکہ اور پانچ دوسرے ملکوں کا سفرنامہ تھا۔ سفر زندگی ہے، ایران و ترکی کے سفرنامے پر مشتمل جبکہ تیسری کتاب ''اک سفر اور سہی'' کویت کے سفر پر مشتمل تھی۔ ان تینوں کتب کو ناقدین ادب نے سراہا اور قارئین نے پسند کیا۔ ان کتب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

مصنف جو قبل ازیں بیرون ممالک کے سفروں میں قارئین کو شریک سفر کرتے رہے ہیں اب وہ اپنے وطن پنجاب کے تاریخی مقامات اور آثار کی سیر کرواتے ہیں۔ یہ سرزمین تاریخی اعتبار سے وسیع آثار اپنے اندر رکھتی ہے ان کو ایک سفر میں طے کرنا مصنف کے لئے ممکن نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو اٹک خورد سے شاہدرہ تک جی ٹی روڈ یا اس کے نواح میں واقع مقامات تک ہی محدود رکھا ہے۔ ان میں اٹک، اسلام آباد، راولپنڈی، حسن ابدال، ٹیکسلا، مری، روات، پنڈوری، کلرسیداں، مندرہ، پیرگرات، رہتاس، جہلم، لالہ موسیٰ، سعداللہ پور، گجرات، کنجاہ، ایمن آباد اور شاہدرہ بھی شامل ہیں۔

مصنف نے تاریخی مقامات کے مشاہدات کو تاریخی حوالے سے خوبصورت نثر میں عمدہ اسلوب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ان کی اسلوب نگارش سے قاری نہ صرف ایک اعلیٰ نثر کا مطالعہ کرتا ہے بلکہ خود کو تاریخی مقامات کے سفر میں مصنف کے ساتھ ساتھ پاتا ہے۔

اس سفرنامے کے بارہ میں ممتاز دانشور اور ادیب مستنصر حسین تارڑ جو خود بھی اردو سفرنامہ لکھنے والوں کے سرخیل ہیں وہ تحریر کرتے ہیں کہ ''یہ کتاب پڑھتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ تخلیقی نثر پر جو گرفت داؤد طاہر کی ہے اور جس عرق ریزی سے انہوں نے ان آثار کی چھان بین کی ہے وہ بس انہی کا حصہ ہے۔ ان کا کرشمہ یہی ہے کہ انہوں نے نہ صرف مجھے بلکہ پورے پاکستان کو ان کے گمشدہ ماضی دریافت کرکے انہیں آگاہ کیا ہے۔......... ان آثار کے بارے میں تاریخی حقائق یا داستانیں سینکڑوں تحقیقی کتابوں میں بکھری پڑی تھیں۔ جنہیں داؤد طاہر نے یکجا کردیا اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا اور ایسی محبت کی مشقت کو آپ ایک کارنامہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ داؤد طاہر صرف راوی کناروں پر ہی خیمہ زن نہ ہو جائیں گے بلکہ تحقیق اور جستجو کے اس قافلے کو بحیرہ عرب کے ساحلوں تک بھی لے کر جائیں گے۔'' (ص 13)

''منزل نہ کر قبول'' میں داؤد طاہر نے جی ٹی روڈ کے گردونواح میں موجود تاریخی مقامات کو زندہ کیا ہے اور قاری کو ماضی کے آثار دکھانے کے لئے ہمسفر بنایا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف اردو ادب میں ایک خوبصورت اضافہ ہے بلکہ ایک تاریخی دستاویز بھی ہے۔

(ایم۔ ایم۔ طاہر)

وکلاء اور وقف عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

''بعض ایسے پیشے والے ہیں جن کو ان دنوں چھٹیاں ہوتی ہیں مثلاً بعض عدالتیں بند ہو جاتی ہیں، وہاں جو احمدی وکیل وکالت کا کام کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنی زندگی کے چند ایام اشاعت علوم قرآنی کے لئے وقف کرسکتے ہیں''۔ (الفضل 9 جون 1998ء)

مرسلہ: نظارت بہشتی مقبرہ

وصیت کا انقلابی نظام اور اس کے عالمی تقاضے

وصیت کے نظام میں شمولیت کے بعد انسان صرف اپنے ذرائع آمد اور حاصل کردہ آمد کو ہی پیش نظر نہیں رکھتا بلکہ وصیت اس کے لئے زندگی کے دیگر کرداروں کی طرف بھی گہری نظر رکھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ کیونکہ جب تک انسان مالی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنے روزمرہ کے کردار و افعال کو بھی وصیت کے معیار پہ بجا نہیں لاتا۔ اس وقت تک وصیت کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ فرمان نبویؐ اس بارے میں یہ ہے۔ کہ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔ یعنی انسان کو اپنا محاسبہ خود کرتے رہنا چاہئے۔ قبل اس کے کہ بالائی طاقت کی طرف سے اس کا محاسبہ ہو۔ پس وصیت میں انسان کو اس کا وقت ساتھ ساتھ یہ احساس دلاتا رہتا ہے کہ اپنے روزمرہ کے اعمال و افعال پر نگاہ رکھنا ہی وصیت کی روح ہے۔ اور اس طرح گویا وصیت انسان کے مال اور اعمال کو ساتھ کے ساتھ ایک ترازو میں سے گزارتی رہتی ہے۔ اور یہ دراصل نظام وصیت کی بہت بڑی برکت ہے۔ جس سے موصی لحہ لحہ مستفید ہوتا رہتا ہے۔ اور جہاں کہیں موصی کے اعمال یا اموال میں ناپسندیدہ ملاوٹ یا ملونی کا لحہ پیش آتا ہے۔ تو وصیت کا الارم موصی کے ضمیر میں بجنے لگتا ہے۔ کہ "ہشیار باش"۔ اور اگر موصی اس الارم کی آواز پہ سنبھل جائے۔ تو وصیت محفوظ رہتی ہے۔ ورنہ کوئی نہ کوئی صورت ایسی پیش آ جاتی ہے۔ جو اپنی نوعیت و کیفیت کے لحاظ سے ابتلاء کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور وصیت اس اعتبار سے بلاشبہ انسان کے لئے پوری زندگی کا لائحہ عمل ہے۔ کسی بھی پہلو سے انسانی کردار کا کوئی پلڑا یا جذبہ اعتدال کے دائرہ سے باہر جانے والا ہو۔ تو وصیت کا احساس انسان کے لئے تنبیہ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس طرح وصیت کا نظام اول تا آخر برکت ہی برکت ہے۔

وصیت کا نظام جہاں دو پہلو سے محدود ہے۔ اول:۔ قربانی کے لحاظ سے محدود یعنی کم از کم 1/10 اور زیادہ سے زیادہ 1/3 عموماً ہوتا ہے۔ دوئم:۔ انسانی زندگی چونکہ محدود ہے۔ اس لئے یہ بھی اس کے محدود ہونے کا ایک حتمی پہلو ہے لیکن یہ مبارک نظام دو طرح سے یقینی طور پر غیر محدود بھی ہے۔ نمبر 1 اس لحاظ سے کہ جب کوئی موصی اپنی وصیت کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ اور خاص طور پر مالی قربانی پیش کرتا ہے۔ تو یہ چونکہ ایک عالمی نظام ہے۔ اور تدریجاً اس کے فیوض عالمگیر سطح پہ حاوی ہوتے چلے جائیں گے۔ اس لئے گویا محدود قربانی غیر محدود دائرہ میں پہنچ جاتی اور الٰہی مخلوق کو فیض پہنچاتی ہے۔ انفرادی سطح پر اگر ایک شخص ایک سو روپیہ فی سبیل اللہ خرچ کرنا چاہے تو اہل خانہ، پڑوسی، اہل محلہ یا کسی مسافر، مریض تک ہی اس کی قربانی کا دائرہ ہوگا۔ لیکن یہی مالی قربانی جب نظام وصیت کے ذیل میں ہو۔ تو اس کا دائرہ فیض عالمگیر سطح پر حاوی ہوتا ہے۔ اس کی قربانی کا فیض مشرق و مغرب تک مخلوق خدا کی پرورش، ہدایت تعلیم و تربیت اور بہبود کے مقاصد کی تکمیل میں مؤثر و مفید ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ نظام وصیت کے تحت جس قدر بھی وسائل و ذرائع مجتمع ہوتے ہیں۔ ان کا دائرہ فیض عالمگیر سطح پہ حاوی ہوتا ہے پس ایک چھوٹے سے دور افتادہ گاؤں کے ایک مخلص کی قربانی دور دور ممالک و جماعتوں میں پہنچتی اور غیر محدود اثرات رکھتی ہے۔ اور اس لحاظ سے گویا محدود قربانی لامحدود فیض اور برکت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اور یہ نظام وصیت کی برکت ہے۔ اور ہر مخلص احمدی کے لئے وصیت کرنے کا محرک ٹھہرتی ہے۔ جس طرح انسان دنیوی کاروبار سے زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کا متمنی رہتا ہے۔ ایک مخلص موصی کو وصیت کے طفیل زیادہ سے زیادہ فیض اور ثواب خود بخود حاصل ہونے لگتا ہے۔ اور اس کے لئے موصی کو کسی نوعیت کی خود بھاگ دوڑ نہیں کرنی پڑتی۔

وصیت کے فیض کی لامحدود کیفیت کا ایک اور پہلو بھی سامنے آتا ہے کہ موصی اپنی وصیت کے تقاضے باقاعدگی اور تسلسل سے پورے کرتا رہتا ہے۔ اور جہاں اس کے تسلسل کا عمل منقطع ہوتا ہے۔ وہ اس کی دنیوی زندگی کا انقطاع یا انجام ہی ہوتا ہے۔ اگر زندہ رہتا۔ تو اپنی قربانی کے تسلسل کو حسب معمول جاری رکھتا۔ اور اس تسلسل میں روک یا انقطاع محض اس کی وفات ہے۔ اور وفات تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کے اپنے اختیار میں نہیں۔ ہاں اگر زندہ رہتا تو اپنی قربانی کو ضرور جاری رکھتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے موصی کی قربانی کے عمل کو جو بوجہ وفات منقطع ہو رہا ہوتا ہے۔ موصی کی نیت۔ تمنا اور عملی تسلسل کے تناظر میں منقطع نہیں ہونے دیتا۔ اور باوجود وفات اور قربانی کے انقطاع تسلسل کے موصی کے لئے ثواب اور اجر کا سلسلہ منقطع نہیں فرماتا۔ بلکہ خدائے رحیم و کریم موصی کی وفات کے باوجود اور ظاہری طور پر قربانی کا عمل منقطع ہو جانے کے باوجود موصی کی نیت اور خواہش کے مطابق ثواب کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ انما الاعمال بالنیات یعنی انسان کی نیت کو بنیاد ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اعمال اور ان کا اجر شمار کرتا اور عطا کیا کرتا ہے۔ اور وہ اپنے بندے کی باطنی کیفیت اور دل کی اندرونی حالت کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے اپنے مخلص موصی کے ثواب کا در کھلا رکھتا ہے باوجود اس کے کہ عمل کا دروازہ بند ہو چکا بوجہ موصی کی وفات کے۔ پس وصیت کے تحت قربانی ایک موصی کے لئے ثواب کا مستقل ذریعہ بن جاتی ہے۔ اور اس کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ موصی کے سلسلہ ثواب کو جاری رکھتا ہے۔ یہ گویا صدقہ (قربانی مالی) جاریہ کا ثواب بھی جاری رہتا ہے وصیت کا ثواب اس پہلو سے لامحدود ہی سمجھا جائے گا۔

نظام وصیت چونکہ تدریجاً بڑھتا پھیلتا جا رہا ہے۔ اور بہت جلد یہ نظام عالمی سطح پر حاوی اور غالب آ جائے گا۔ انشاء اللہ اس لئے دنیا کے موجودہ نظاموں کی اہمیت و طاقت اس الٰہی نظام کے سامنے لازماً ماند پڑ جائے گی۔ موجودہ عالمی جملہ نظام انسان کو نچوڑ بے شک رہے ہیں۔ لیکن انسان کو بدلہ میں دے کچھ نہیں رہے۔ اس لئے ایسے نظاموں کے لئے ہمیشگی مقدر نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ عارضی موقعہ و مہلت ایسی طاقتوں اور نظاموں کو بے شک دے دیا کرتا ہے۔ لیکن ایسے نظاموں کی فطری خامیاں اور کمزوریاں بالآخر ان پر غالب آ جایا کرتی ہیں اور وہ اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس کا منہ بولتا ثبوت خود ایسے جملہ نظاموں کی موجودہ کیفیات ہیں۔ کہ ایک طرف یہ نظام ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔ لیکن دنیا کا کوئی خطہ یا گوشہ ایسا نہیں جہاں انسان رات کو چین کی نیند سو سکے۔ جہاں انسان کی عزت مفادات محفوظ ہوں۔ جہاں باہمی رشتے انسانیت کے فعال اور موثر ہوں۔ جہاں انسانیت کا رخ ایک منزل اور یک جہتی پر مرکوز ہوں۔ جہاں عالمگیر سطح پہ وحدت کا تصور موجود ہو۔ جتنے ترقی یافتہ افراد طبقات ہیں۔ درجنوں ذرائع حفاظت کے محتاج اور رات کو نیند کی گولیاں کھائے بغیر سو نہیں سکتے۔ ایسی فضا اور ایسی ترقی سے تو ہر انسان کی فطرت پناہ کی طالب نظر آتی ہے۔ ایسی فضاء میں عالمگیر سطح پہ جو امن، سلامتی، باہمی اخوت کے حوالہ سے خلا پیدا ہو چکا ہے۔ اس خلاء کو مثبت، تعمیری، اور عالمی وحدت کی شکل میں تبدیل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نظام وصیت کی بنیاد رکھوائی۔ جس پہ آج ایک صدی ہی گزری کہ یہ دنیا کے 176 ممالک میں داخل ہو چکا ہے اور اس کی غرض صرف اور صرف یہ ہے۔ کہ آج کے انسان اور پراگندہ انسانیت خالق کائنات کے در پہ لائے۔ جہاں اس کی سلامتی، ترقی، وحدت اور باہمی اخوت و محبت کی ضمانت ہے۔ اور جیسے جیسے یہ نظام وسعت اختیار کر رہا ہے۔ قومیں اس کے فیض سے عالمی وحدت میں منسلک ہو رہی ہیں۔

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ:۔

1۔ عالمی سطح پہ اس نظام کی باگ ڈور ایک ہی امام کے دست مبارک میں ہے۔

2۔ عالمی سطح پہ ہر رنگ و نسل، عقیدہ اور مسلک سے وابستہ لوگ عالمی وحدت میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔

3۔ عالمی سطح پہ ایسا معاشرہ ابھر رہا ہے جس میں امیر غریب، سیاہ سفید، اور مشرقی مغربی کا کوئی امتیاز نہیں۔

4۔ عالمی سطح پہ صرف یہی ایک وحدت ہے جو ایک صدی سے مالی قربانی، جانی قربانی، عزت نفس کی قربانی دیتی آ رہی ہے۔ اور ہزاروں روکوں اور مزاحمتوں کے باوجود اس کا قدم کبھی ایک لحہ کے لئے نہیں رکا۔ اور نہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ کبھی رکے گا۔

5۔ عالمی سطح پہ صرف یہی ایک وحدت ہے۔ جو ہاتھ میں ہاتھ ملائے اور قدم سے قدم ملائے ایک متفقہ متحدہ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ اور منزل صرف اور صرف ایک ہی ہے۔ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تحفظ اور دلی بشاشت سے ان کی بجا آوری ہو۔ جبر اور تشدد کا شائبہ نہ ہے۔

حضرت مصلح موعود نے اس عالمی نظام کے بارے میں 1942ء کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر عظیم الشان حقائق بیان فرمائے تھے۔ جو بعد ازاں کتابی صورت میں "نظام نو" کے نام سے شائع کر دیئے گئے تھے۔ آپ نے اس وقت اشتراکیت، کیپیٹل ازم، اور دیگر تحریکات کا موازنہ کر کے واضح کیا۔ کہ وہ دنیا کو حقیقی امن ہرگز نہیں دے سکتیں۔ اور حقیقی امن اگر ممکن ہوا تو صرف اس نظام سے وابستگی، اور اپنانے سے ہوگا۔ جس کو وصیت کے نظام کی شکل میں ایک صدی قبل پیش کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا۔ تو صرف (۔) ہی اس سے نہ ہوگی۔ بلکہ (۔) کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی۔ جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا۔ اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی۔ بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔"

پھر مزید ڈنکے کی چوٹ پہ اعلان فرمایا:۔

"پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں۔ نہ مسٹر روز ویلٹ بنا سکتے ہیں یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص، کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے۔ نہ غریب کی بیجا محبت ہوتی ہے۔ جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے

باقی صفحہ 7 پر

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر 36360 میں رفیق مبارک میر ولد الحاج میر محمد مبارک احمد صاحب قوم میر مغل پیشہ واقف زندگی عمر 33 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 7-11-2003 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ بینک میں جمع نقد رقم -/720000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/4500 روپے ماہوار بصورت الاونس مل رہے ہیں۔ اور مبلغ -/2000 روپے ماہانہ منافع از بینک ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد رفیق مبارک میر ولد الحاج میر محمد مبارک احمد صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 1 خواجہ برکات احمد ولد عبدالرزاق صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 2 محمد حسین ولد غلام محمد ناصر آباد شرقی ربوہ

مسل نمبر 36361 میں محمد اشرف طاہر ولد محمد اسحاق انور قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر 49 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 16-11-2003 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/9 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان رقبہ 5 مرلے مالیتی -/500000 روپے۔ موٹر سائیکل مالیتی -/20000 روپے۔ بینک میں جمع -/43000 روپے۔ کاروباری سرمایہ -/100000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/3000 روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/9 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد محمد اشرف طاہر ولد محمد اسحاق انور دارالرحمت شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 1 رانا عبدالغفار خان صاحب ولد رانا عبدالجبار خان صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 2 نذیر احمد باجوہ ولد چوہدری غلام حیدر باجوہ دارالرحمت شرقی ربوہ

مسل نمبر 36362 میں عابدہ پروین زوجہ محمد اشرف طاہر قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر 43 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 16-11-2003 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی زیورات وزنی 8 تولے مالیتی -/56000 روپے۔ حق مہر بذمہ خاوند محترم -/10000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/6400 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ عابدہ پروین زوجہ محمد اشرف طاہر دارالرحمت شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 1 رانا عبدالغفار خان ولد رانا عبدالجبار خان دارالرحمت شرقی ربوہ گواہ شد نمبر 2 محمد اشرف طاہر خاوند موصیہ

مسل نمبر 36363 میں کائنات محمود بنت محمود احمد بھٹی صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ طالب علمی عمر 22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نصیر آباد غالب ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکرہ آج بتاریخ 23-9-2003 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ طلائی زیورات وزنی ڈیڑھ تولہ مالیتی -/9000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ کائنات محمود ولد محمود احمد بھٹی نصیر آباد غالب ربوہ گواہ شد نمبر 1 حافظ محمد صدیق وصیت نمبر 19434 گواہ شد نمبر 2 مبشر احمد ندیم وصیت نمبر 31781

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح و تقریب شادی

مکرمہ امتہ النصیر صاحبہ ناصر آباد شرقی ربوہ لکھتی ہیں کہ میرے بیٹے مکرم رانا خلیل احمد صاحب ابن مکرم رانا لئیق احمد صاحب سابق انچارج ڈسپنسری گورنمنٹ ٹی آئی کالج ربوہ، ناصر آباد شرقی کا نکاح ہمراہ مکرمہ صائمہ پروین صاحبہ بنت مکرم اللہ رکھا صاحب دارالبرکات ربوہ مبلغ 50 ہزار روپے حق مہر پر مورخہ 20۔ اپریل 2004ء کو بعد نماز عصر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نے بیت المبارک ربوہ میں پڑھا۔ تقریب شادی مورخہ 30۔ اپریل 2004ء کو منعقد ہوئی اور مکرم رانا لئیق احمد صاحب نے اپنے گھر واقع ناصر آباد شرقی میں مورخہ یکم مئی 2004ء کو دعوت ولیمہ کا انتظام کیا۔ اس موقع پر مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب صدر محلہ ناصر آباد شرقی نے دعا کرائی۔ مکرم رانا خلیل احمد صاحب محترم میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب آف قادیان کے نواسے اور مکرم محمد سعید صاحب قادیان کے پوتے ہیں۔ احباب جماعت سے اس نکاح اور شادی کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

مکرم مسعود احمد خورشید صاحب سنوری امریکہ لکھتے ہیں۔ میری ہمشیرہ امتہ الرشید فاروقی صاحبہ آف کوئٹہ حال مقیم کینیڈا دختر حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری شدید بیمار ہیں۔ احباب کرام صحت کاملہ کیلئے دعا کریں۔ نیز میرے بھانجے مکرم رفیع احمد صاحب آف کوئٹہ حال مقیم کینیڈا کو سیڑھی سے گر جانے کی وجہ سے شدید ضربیں آئی ہیں۔ علاج ہو رہا ہے۔ احباب کرام صحت کاملہ کیلئے دعا کریں۔

مکرم عبدالرحمٰن بیگ صاحب دارالنصر غربی (ب) ربوہ لکھتے ہیں۔ خاکسار کی اہلیہ سیدہ محمودہ سلطانہ صاحبہ کو گلے کی تکلیف ہے۔ گزشتہ ماہ گلے کا آپریشن ہوا تھا۔ اور اب کیموتھراپی کے ذریعہ علاج ہو رہا ہے۔ احباب کی خدمت میں ان کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم جلال الدین شاد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں۔ خاکسار کا نواسہ سرفراز احمد عمر اڑھائی سال بوجہ نمونیہ سخت بیمار ہے اور ایک ہفتے سے اتفاق ہسپتال لاہور میں داخل ہے احباب جماعت سے اس کی مکمل صحت یابی اور درازی عمر کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

مکرم چوہدری سہیل احمد صاحب دارالصدر غربی تحریر کرتے ہیں کہ ان کے بہنوئی مکرم ڈاکٹر مسیح الاحمد گوندل صاحب ولد مکرم چوہدری نذیر احمد گوندل صاحب نے یوکے میں MRCP کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

ولادت

مکرم عاصم ضیاء باجوہ صاحب انسپکٹر تحریک جدید لکھتے ہیں۔ خاکسار کو مورخہ 15۔ اپریل 2004ء اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہشام احمد باجوہ نام عطا فرمایا ہے۔ بچہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ بچہ مشتاق احمد باجوہ صاحب دارالنصر غربی الف ربوہ کا پوتا اور چوہدری محمد انور صاحب دستگیر کالونی کراچی کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں بچہ کے نیک صالح، لمبی صحت والی عمر پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ صفحہ 6

ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں۔ جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی۔ جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیۃ کے ذریعہ 1905ء میں رکھ دی گئی ہے۔''

بقیہ صفحہ 5

ہے یہ کام گھر کے ہر فرد کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا اور ہر کوئی کسی نہ کسی رنگ میں مصروف نظر آئے گا۔

اگر آپ پلاٹ میں سبزی کی کیاری بنانا چاہیں تو اس سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ وہ پانی جو گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرتا نظر آتا ہے اور جس کے نکاس کا کوئی انتظام نہیں وہ بھی ٹھکانے لگتا رہے گا لیکن ایسا پانی صرف سبزی کے پروان چڑھنے تک لگائیں۔ جب سبزی اترنی شروع ہو تو پھر گندہ پانی لگانا روک دیں یا پھر صاف پانی کے ساتھ مکس کر کے دیں۔

سبزی ضرور اگائیں اس سے جہاں آپ کے بجٹ پر خوشگوار اثر پڑے گا وہاں آپ کے گھر کا ماحول بھی سرسبز و شاداب نظر آئے گا۔

خبریں

ربوہ میں طلوع وغروب 15 مئی 2004ء

طلوع فجر	3:36
طلوع آفتاب	5:10
زوال آفتاب	12:05
وقت عصر	4:55
غروب آفتاب	7:00
وقت عشاء	8:34

کانگرس جیت گئی، واجپائی مستعفی بھارت کے عام انتخابات میں حکمران بی جے پی کے اتحاد کو شکست کے بعد وزیر اعظم واجپائی نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ 539 میں سے کانگرس نے 214 بی جے پی نے 187 اور دیگر جماعتوں نے 138 نشستیں حاصل کیں۔ کانگرس اتحادی جماعتوں سے مل کر نئی حکومت بنائے گی۔ سونیا گاندھی وزیر اعظم متوقع ہونگی۔

متوقع بھارتی وزیر اعظم سونیا گاندھی سونیا گاندھی 1946ء میں اٹلی کے متوسط گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ 1965ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران راجیو گاندھی سے شناسائی ہوئی۔ 1968ء میں دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔ 1983ء میں سونیا نے بھارتی شہریت حاصل کی۔ 1984ء میں اندرا گاندھی کے بعد ان کے شوہر راجیو گاندھی وزیر اعظم بنے جو 1991ء میں قتل ہو گئے۔ 1998ء میں کانگرس پارٹی کی صدر منتخب ہوگئیں۔ ان کا بیٹا راہول اور بیٹی پریانیکا بھی سیاست میں ہیں۔ راہول بھی بھاری اکثریت سے انتخابات میں جیت گئے ہیں۔

امن کا عمل متاثر نہیں ہوگا پاکستان نے امید ظاہر کی ہے کہ واجپائی کی جماعت کی انتخابات میں شکست کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان امن کا عمل متاثر نہیں ہوگا۔ پاکستانی دفتر خارجہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ جنوبی ایشیا میں امن وسلامتی کیلئے نئی حکومت کے ساتھ مل کر آگے بڑھیں گے۔ اور نئی بھارتی قیادت کے ساتھ کام کرنے کے منتظر ہیں۔

درخواست دعا

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت لکھتے ہیں۔ کینیڈا میں مقیم میرے چھوٹے بھائی مکرم ملک محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ گردوں اور گھٹنوں کی خرابی کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں۔ جلد ہی آپریشن متوقع ہے۔ اسی طرح کینیڈا میں ہی مقیم میری چھوٹی ہمشیرہ مکرمہ رضیہ ملک صاحبہ اہلیہ مکرم ملک محمد اجمل صاحب ایک عرصہ سے نمونیہ کی وجہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ دونوں کی کامل شفایابی اور صحت والی درازی عمر کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

منگل 18 مئی 2004ء

12-30 a.m	لقاء مع العرب
1-30 a.m	خطبہ جمعہ
2-30 a.m	چلڈرنز کارنر
3-00 a.m	علمی خطابات
3-50 a.m	سوال وجواب
5-00 a.m	تلاوت، انصار سلطان القلم، خبریں
6-00 a.m	خطبہ جمعہ
6-50 a.m	واقفین بچوں کا پروگرام
7-30 a.m	سوال وجواب
8-30 a.m	ایگزیما کا علاج
9-05 a.m	لجنہ میگزین
9-50 a.m	خطبہ جمعہ
11-05 a.m	تلاوت، خبریں
12-00 p.m	لقاء مع العرب
1-10 p.m	سندھی سروس
1-50 p.m	سوال وجواب
2-50 p.m	ایگزیما کا علاج
3-25 p.m	انڈونیشین سروس
4-30 p.m	سفر ہم نے کیا
5-05 p.m	تلاوت، انصار سلطان القلم، خبریں
5-50 a.m	سائنسی پروگرام
6-50 p.m	بنگلہ سروس
7-55 p.m	اردو ملاقات
9-00 p.m	بستان وقف نو

بدھ 19 مئی 2004ء

12-00 a.m	لقاء مع العرب
1-15 a.m	واقفین بچوں کا پروگرام
1-50 a.m	بستان واقفین نو
3-00 a.m	لجنہ میگزین
3-55 a.m	سوال وجواب
5-00 a.m	تلاوت، درس ملفوظات، خبریں
6-00 a.m	چلڈرنز کلاس
7-00 a.m	چلڈرنز کارنر
8-00 a.m	سوال وجواب
9-00 a.m	ہماری کائنات
10-00 a.m	تقریر جلسہ سالانہ
11-05 a.m	تلاوت، خبریں
11-30 a.m	لقاء مع العرب
12-30 p.m	سواحیلی سروس
1-30 p.m	سوال وجواب
2-40 p.m	ہماری کائنات
3-15 p.m	انڈونیشین سروس
4-20 p.m	تقریر
5-00 p.m	تلاوت، درس ملفوظات، خبریں
6-00 p.m	تقریر جلسہ سالانہ
7-00 p.m	بنگلہ سروس
8-00 p.m	اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی
9-10 p.m	خطبہ جمعہ 10 اگست 1990ء
10-00 p.m	سوال وجواب
11-00 p.m	سفر بذریعہ ایم ٹی اے

جمعرات 20 مئی 2004ء

12-35 a.m	لقاء مع العرب
1-10 a.m	اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
3-50 a.m	سوال وجواب
5-00 a.m	تلاوت، درس حدیث، خبریں
6-00 a.m	اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
8-00 a.m	خطبہ جمعہ 14 مئی 2004ء
9-10 a.m	واقفین نو ایجوکیشنل پروگرام
9-50 a.m	ترتیل القرآن
11-00 a.m	تلاوت، خبریں
11-50 a.m	لقاء مع العرب
1-00 p.m	پشتو پروگرام
1-50 p.m	انڈونیشین سروس
2-50 p.m	مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا اجتماع
5-00 p.m	تلاوت، درس ملفوظات، خبریں
6-00 p.m	اردو ادب کا دبستان
6-50 p.m	سفر بذریعہ ایم ٹی اے
7-00 p.m	بنگلہ سروس
8-00 p.m	انگریزی ملاقات
9-00 p.m	خطبہ جمعہ
10-00 p.m	دورہ افریقہ
11-10 p.m	ترجمۃ القرآن

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

ادارہ الفضل مکرم محمد شریف صاحب کو بطور نمائندہ مینیجر الفضل ضلع اسلام آباد کے دورہ پر الفضل کیلئے نئے خریدار بنانے، چندہ الفضل اور بقایا جات کی وصولی اور اشتہارات کیلئے بھجوا رہا ہے۔ تمام احباب کی خدمت میں تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

پھکی بوٹی کی گولیاں
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH: 04524-212434, FAX: 213966

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات خریدنے کیلئے تشریف لائیں
راجپوت جیولرز
جدید فینسی، مدراسی، اٹالین سنگاپوری ورائٹی دستیاب ہے
انٹرنیشنل معیار کے مطابق زیورات بغیر ٹانکے کے تیار کئے جاتے ہیں
گولبازار ربوہ فون: 04524-213160

سی پی ایل نمبر 29

معیاری ہومیوپیتھک ادویات
جرمن ولوکل پوٹینسیاں، مدر ٹنکچرز
سادہ گولیاں، ٹکیاں، شوگر آف ملک
خالی ڈبیاں، ڈراپرز، بوتلیں
انگلش و اردو ہومیوپیتھک کتب
جرمن پوٹینسی سے تیار کردہ بریف کیس
معیاری اور بارعایت
کیور یٹو میڈیسن کمپنی انٹرنیشنل گولبازار ربوہ
فون: 213156 فیکس: 212299

فاران ریسٹورنٹ
لذیذ چائنیز اور پاکستانی کھانوں کا مرکز
(1) چکن کارن سوپ (2) چکن منچورین (3) ایگ فرائیڈ رائس (4) چکن فرائیڈ رائس (5) چکن کڑاہی (6) سیخ کباب (7) شامی کباب (8) کٹلس (9) مچھلی فرائی (10) آئس کریم وغیرہ
پارٹی کیلئے ہال موجود ہے۔ ایڈوانس بکنگ بھی کی جاتی ہے۔ ربوہ میں پہلی دفعہ خوبصورت لان میں اپنے فنکشن کریں
خواتین کیلئے پردے کا خصوصی انتظام لان میں بھی موجود ہے
مبشر مارکیٹ دارالرحمت غربی نزد سوئمنگ پول
فون نمبر: 213653 پر آرڈر بک کروائیں